حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور علم و حکمت

پروفیسر سید فرمان حسین
شیعہ دینیات اے ایم یو علی گڑھ

اسلام دین فطرت ہے ۔ خالق فطرت نے بنی آدم کو مکرّم اور صاحب فضیلت بنا کر بھیجا ہے اور اس میں پانچ سطروں کی صلاحیتیں پیدائش کے وقت ہی ودیعت کردی تھیں جو اس طرح ہیں۔

صلاحیت علم، صلاحیت تعقّل ، امتیاز حسن و قبح، استوار خیر و شر اور جذبۂ تلاش مبدا فکر معاد۔

اسلام نے ان تمام مذکورہ قوتوں اور صلاحیتوں سے کام لینے کا حوصلہ اور سلیقہ سکھایا ہے اور انسان کو بلندیوں کو چھو لینے کی ہمت اور قوت عطا کی ہے۔ اسلام نے سکھایا ہے کہ علم انسان کا جوہر، زیور، اور طرّۂ امتیاز ہے۔ اس کی وجہ سے آدم مسجود ملائکہ بنے اور اس کی بدولت انسان نے تسخیر کائنات کی مہم کا آغاز اور ارتقاء کیا وہی خالق فطرت بعنوان استفہام انکاری خطاب کرتا ہے۔

هل يستوی الّذين يعلمون والّذين لايعلمون۔

کیا صاحب علم اور بے علم برابر ہو سکتے ہیں۔

چونکہ اسلام ایک بھرپور اور مکمل دین ہے اس لئے اس نے انسانی رہنمائی کے لئے ایسے اصول وضع کیے ہیں جن میں ہر جہت اور ہر رخ کو وضاحت کے ساتھ نہ صرف پیش کردیا گیا ہے بلکہ رسولؐ اسلام کی حیات طیبہ کے ذریعہ اسے عملی شکل میں بھی پیش کردیا ہے۔ یقیناً یہ دین سراپا ہدایت ، سراپا رحمت، اور سراپا نعمت ہے۔ اس میں زخمی دنیا کے لئے سکون بخش وصحت افزا مرہم ہے حیات انسانی کے لئے سعادت ہے ۔ کاروان حیات کو سبک روی عطا کرنے کی توانائی ہے۔

لیکن اس تلخ حقیقت پر جس قدر سینہ زنی کی جائے وہ کم ہے کہ یہ تحریک اپنے ابتدائی مراحل میں چند قدم چل کر نذر سیاست ہوگئی۔ سازشوں کا نشانہ اور منافقت کا افسانہ بن کر رہ گئی۔ وہ چراغ مصطفوی جو زندگی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں کو اجالوں میں تبدیل کرنے کے لئے جلا دیا گیا۔ اسے سرور بولہبی تھا نبرد آزما ہونا پڑا اور سیاست اپنے داؤں پیچ کے ذریعہ دین کے لباس کو اپنے تن پر منڈھ لینے میں کامیاب ہوگئی۔ زیادہ عرصہ نہ گذرا تھا کہ سیاست نے امامت کی جگہ لے لی۔ دین پر

دنیا غالب آ گئی۔ خلافت کی مسند پر ملوکیت نے خیمے گاڑ دئے اور وہ سب کچھ ہوگیا جو دین ومذہب کے عین مخالف تھا۔ اس المناک سانحہ پر سوائے اس کے اور کہا بھی کیا جاسکتا ہے کہ

کسے خبر تھی کہ لے کر چراغ مصطفوی جہاں میں آگ لگاتی پھرے گی بولہبی

سیاست نے بساط دین کو اس قدر آلودہ کیا کہ بادشاہوں کو پوری کائنات کا خلیفہ، سیاست دانوں کو امام اور گندم نما جو فروشوں کو علماء محدثین اور فقہا کی مسندوں پر سرفراز کردیا گیا جس کا فطری نتیجہ غیر اسلامی قدروں کی تبلیغ واشاعت اور حقیقی اسلامی اقدار کی ناقدری کی شکل میں برآمد ہوا۔ مصطفیٰ کے منبر پر ابوسفیان کی اولاد رونق افروز ہوگئی۔آل مصطفیٰ کو ان کے گھروں میں محدود کردیا گیا۔ کسی نے سر اٹھانے کی کوشش کی تو اسے تہہ تیغ کردیا گیا یا ان کے سروں کو دار پر لٹکا دیا گیا۔

ان سیاسی فقہا نے سیاسی کش مکش کو جنم دیا۔ حسینؑ کے خون ناحق اور حکام وعمال کی بداعمالیوں اور خرمستیوں کو سامنے رکھ کر بنوعباس کی تحریک کا آغاز ہوا۔اموی اقتدار اپنی کجروی اور بداعمالیوں کی پاداش میں نابودی سے ہمکنار ہوا اور تخت حکومت پر نبوعباس متمکن ہوگئے۔

اسی شکست وریخت اور اٹھا پٹخ نے آل مصطفیٰ کو اس قدر مہلت فراہم کردی کہ دین اسلام اور اس کے نقش ونگار کو محفوظ کرسکیں اور دین طلب لوگوں کے لئے ممکن بنادیں کہ اسلام کا اصلی چہرہ دیکھ سکیں اس کا روان دین ودانش کی قیادت ذرّیت ختم الرّسل کی دونمایاں ہستیوں کے حصہ میں آئی جن میں سے ایک باقر العلوم وارث علم الدّین والآخرین حضرت امام محمد باقرؑ اور دوسرے ان کے فرزند دل بند امام جعفر صادق علیہ السلام تھے۔

آپ کی والدۂ ماجدہ ام فروہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر تھیں اور ام فروہ کی والدہ اسماء بنت عبد الرحمٰن بن ابی بکر تھیں مسعودی نے ''اثبات الوَصیّۃ ''میں لکھا کہ ام فروہ تقویٰ میں اپنے زمانہ کی تمام عورتوں سے بڑھی ہوئی تھیں اس وجہ سے امام کو ابن المکرّمہ بھی کہا جاتا ہے۔

ام فروہ کے بارے میں حضرت امام جعفر صادقؑ فرماتے ہیں۔

کانت امی ضمن آمنت واتقت واحسنت واللّٰہ یحب المحسنین

یعنی میری ماں ان ہستیوں میں سے تھیں جو ایمان لائیں تقویٰ اختیار کیا، حسن عمل اپنایا اور اللہ حسن عمل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

چونکہ آپ کا دور ایسا تھا جس میں اموی ملوکیت اور بنی عباس کی تحریک میں تصادم تھا، اور

یہ دونوں خاندان آپس میں ٹکراتے تھے اس لئے آپ کو نشر علوم کرنے کا نایاب موقع فراہم ہوگیا۔ بقول ابن حجر عسقلانی امام جعفر صادقؑ سے بہت سے علوم لوگوں نے نقل کیے جن کا ذکر وغلغلہ تمام شہروں میں پھیل گیا۔[۱]

صادق لقب کی توجیہ: ”منتہی الامال“ میں شیخ عباس قمی نے تحریر فرمایا ہے کہ ابن بابویہ اور قطب راوندی نے روایت کی ہے کہ امام زین العابدین سے پوچھا گیا کہ آپ کے بعد امام کون ہے تو فرمایا کہ محمد باقرؑ“ جو علم کو شگافتہ کرے گا۔ لوگوں نے پوچھا کہ ان کے بعد امام کون ہے فرمایا حضرت جعفرؑ کہ جس کا نام اہل آسمان کے نزدیک صادقؑ ہے۔ لوگوں نے پوچھا کہ انہیں خصوصیت کے ساتھ صادقؑ کیوں کہتے ہیں حالانکہ آپ سب راست باز اور سچے ہیں۔ فرمایا کہ میرے باپ نے اپنے باپ سے اور انہوں نے رسولؐ خدا سے خبر دی ہے کہ ان حضرات نے فرمایا جب میرا بیٹا جعفر بن علی بن حسینؑ پیدا ہوتو اس کا نام صادق رکھنا کیونکہ اس کی اولاد میں سے پانچویں پشت میں جعفر نامی ہوگا جو جھوٹا امامت کا دعویٰ کرے گا اور افترا باندھے گا اور وہ خدا کے نزدیک جعفر کذاب خدا پر افترا باندھنے والا ہے۔ پس حضرت امام زین العابدینؑ رونے لگے اور فرمایا گویا میں جعفر کذاب کو دیکھ رہا ہوں کہ اس نے پوشیدہ وپنہاں امامؑ کی تفتیش وتفحص وجستجو پر اپنے زمانہ کے خلیفہ جور کو برانگیختہ کیا ہے۔[۲]

حلیہ: آپ کا قد میانہ وبلندی مائل افروختہ روح، کشیدہ بینی، بال سیاہ اور گھنگھریالے تھے اور رخسار پر تل تھا۔

آپ کے بارے میں عمرو بن ابی مقدام کا قول ہے۔

کنت اذا نظرت ابی جعفر بن محمد علمت انّہ من سلالۃ النّبیین [۳]

یعنی میں جب انہیں دیکھتا تھا تو معلوم ہوجاتا تھا کہ آپ ذرّیت انبیاء سے ہیں۔

”تذکرۃ الحفاظ“ میں ذہبی نے امام ابوحنیفہ کا یہ قول لکھا ہے ”مارأیت افقہ من جعفر بن محمدؑ“ یعنی امام جعفر صادقؑ سے زیادہ میں نے کسی کو فقیہ نہیں پایا۔ ابوحنیفہ کا مشہور قول ہے ”لولا السّنتان لہلک النّعمان۔“ اگر دوسال نہ ہوتے جو ابوحنیفہ نے امام کی شاگردی میں بسر کیے تو نعمان یعنی ابوحنیفہ ہلاک ہوجاتا۔ ”وفیات الاعیان“ ابن خلّکان میں ہے ”کان من سادات اہل بیت

ولقب بالصّادق لصدقه فی مقاله وفضله اشهر من ان یّذکر۔'' یعنی امام جعفر صادقؑ اہل بیت کے سرداروں میں سے تھے۔ صدق قول کی بنا پر انہیں صادق کہا گیا اور آپ کسی فضل وشرف کے محتاج نہیں ہیں۔

آپ کی پیدائش بقول محسن امینی سترہ ربیع الاوّل ۸۰ھ مطابق ۲۴ رمئی ۶۹۹ء اور بقول شیخ مفید وعلّامہ کلینی سترہ ربیع الاوّل مطابق ۲۱ راپریل ۷۰۲ء بروز جمعہ ہوئی۔ (علمی جواہر پارے)

امامؑ نے فرمایا ہے۔

النّاس ثلثة عالم ومتعلم وغثا ۔ ''اصول کافی''

یعنی لوگ بس تین ہی طرح کے ہوتے ہیں۔ یا عالم یا طالب علم یا کوڑا وکرکٹ

آپ کا ارشاد ہے۔

وجدت علم الناس کلهم فی اربع

یعنی لوگوں کا علم میں نے چار باتوں میں پایا

اوّلها ان تعرف ربّک والثّانی ان تعرف ماصنع بک، والثّالث ان تعرف ما اراد منک، والرّابع ان تعرف مایخرجک عن دینک

یعنی اوّل یہ کہ تم اپنے رب کو پہچانو دوسرے یہ کہ یہ جانو کہ اللہ نے تمہیں کیا کیا دیا۔ تیسرے یہ کہ معلوم کرو کہ اللہ تم سے کیا چاہتا ہے اور چوتھے یہ کہ تمہیں یہ معلوم ہو کہ کیا چیز تمہیں تمہارے دین سے خارج کردیتی ہے۔

حافظ عبد العزیز الجنابذی نے معالم العترة الطّاهره میں صالح بن الاسود کی یہ روایت لکھی ہے کہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ پوچھ لو مجھ سے جو پوچھنا ہو قبل اس کے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ۔

''کتاب الارشاد'' میں شیخ مفید تحریر فرماتے ہیں کہ امامؑ نے فرمایا کہ ہم کو غابر ومزبور سکھایا گیا ہے۔ ہمارے دل میں ڈالا گیا ہے۔ ہمارے کانوں میں پھونکا گیا ہے اور ہمارے پاس جفر الاحمر جفر الابیض اور مصحف فاطمہ ہیں، اور ہمارے پاس وہ جامعہ ہے جس میں وہ سب کچھ ہے جس کی انسان کو ضرورت ہوتی ہے۔ جب امامؑ سے ان الفاظ وفقرات کی تشریح معلوم کی گئی تو آپؑ نے فرمایا کہ غابر ان واقعات کا علم ہے جو ہونے والے ہیں۔ مزبور ان واقعات کا علم ہے جو گزر چکے ہیں، دل

میں ڈال دیئے گئے کا مطلب ہے الہام۔ کانوں میں پھونک دیا گیا ہے۔ مطلب یہ ہے ملائکہ کی گفتگو جو ہم سنتے ہیں کہ لیکن ہم ان کے اجسام کو دیکھ نہیں سکتے۔

جفرالاحمر وہ برتن ہے جس میں جناب رسولؐ خدا کے وہ اسلحے ہیں جو صرف اس وقت نکالے جائیں گے جب ہمارے قائم آل محمدؐ کا ظہور ہوگا۔ جفرالابیض وہ ظرف ہے جس میں توراۃ انجیل اور زبور اور کتب سابقہ ہیں۔ مصحف فاطمہ وہ کتاب ہے جس میں وہ تمام واقعات درج ہیں جو ہونے والے ہیں۔ جامعہ وہ کتاب ہے جس کا طول سترّ گز ہے اس میں وہ سب امور ہیں جن کی ضرورت لوگوں کو قیامت تک ہوگی'' مناقب ابن شہر آشوب'' میں مالک بن انس کا قول مذکور ہے کہ میری آنکھوں نے علم و فضل وورع وتقویٰ میں امام جعفر صادقؑ سے بہتر نہیں دیکھا۔ وہ بہت بڑے لوگوں میں سے تھے۔ بہت بڑے زاہد تھے۔ بڑی پاک مجلس والے اور کثیر الفوائد تھے۔ آپ سے مل کر بے انتہا فائدہ اٹھایا جاسکتا تھا۔ [۴] حافظ ابن قعدہ نے کتاب ''رجال'' میں لکھا ہے امام جعفر صادقؑ سے اتنے علوم نقل ہوئے ہیں کہ انسان کی عقل حیران رہ جاتی ہے۔ ان کے صرف ایک شاگرد ابان بن تغلب نے تیس ہزار حدیثیں امام جعفر صادقؑ سے نقل کی ہیں۔

اصول اربعماۃ:

اصول اصل کی جمع ہے۔ اور اصل سے مراد وہ مجموعہ احادیث ہے جس میں جامع کے براہ راست امام سے روایت نقل کر کے اور اس کو ضبط تحریر میں لایا گیا ہو۔ امام جعفرؑ صادق کے زمانے میں چار سو ایسے لوگ تھے جنھوں نے ائمہ معصومینؑ سے مروی نہایت صحیح چار سو کتب احادیث جمع کی تھیں یہی کتاب اصول اربعمأۃ کہلاتی ہے۔ [۵]

ابو بصیر زرارہ کی روایتوں میں ہے کہ امام جعفرؑ صادق فرماتے تھے کہ ان کتابوں کی حفاظت کرو کیونکہ تمھیں ان کی ضرورت ہوگی آپ نے یہ بھی فرمایا کہ لکھو اور اپنے بھائیوں میں علم کی اشاعت کرو کیونکہ تمہارے بعد تمہاری اولاد تمہاری کتابوں کی وارث ہوگی۔ اور ایک دور ایسا آنے والا ہے کہ سوائے تمہاری کتابوں کے لوگ کسی اور چیز سے انسیت نہیں کریں گے۔

وسعت علم: یوں تو امامؑ کی بہت سی کتابیں بہت سے موضوعات پر ہیں جیسے علم دین، علم کیمیا، علم جفر، فلسفہ، علم طبیعات، علم ہیئت، منطق، سمیّات علم تشریح الاجسام افعال الاعضاء الٰہیات

مابعد الطبیعیات وغیرہ سب سے زیادہ شہرت دو کتابوں کی ہے ا۔ جفر وجامعہ اور اہلیلجہ کتاب جفر وجامعہ کا تذکرہ سنی شیعہ دونوں فرقوں کے علماء نے کیا ہے۔

سید شریف نے ''شرح مواقف'' میں شبلنجی نے ''نورالابصار'' میں، دمیری نے ''حیوٰۃ الحیوان''، ابن قتیبہ نے'' ادب الکاتب''میں ابن طلحہ الشافعی نے'' مطالب السؤول''میں ،ملا جامی نے '' شواہد النّبوۃ'' میں،علاّمہ اردبیلی نے'' کشف الغمّہ ''میں جفر وجامعہ کو آپ کی تصنیفات میں ذکر کیا ہے مگر ان کتابوں کے موضوعات کے بارے میں وحیدالزّماں '' انوار اللّغہ'' میں تحریر کرتے ہیں کہ آنحضرت نے حضرت علیؑ کو دو کتابیں جفر وجامعہ کے عنوان سے لکھوائی تھیں۔ ایک بکری کی کھال پر اور دوسری بھیڑ کی کھال پر اور ان میں اجمالی طور پر قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کو درج کردیا گیا ہے جبکہ '' شرح مواقف'' میں مذکور ہے کہ جفر وجامعہ میں قواعد علم حروف وتکسیر کے لحاظ سے بڑے بڑے حوادث کا تذکرہ ہے۔

اور کتاب اہلیلجہ میں اس مناظرہ کا ذکر ہے جو امامؑ اور ایک ہندی فلسفی کے مابین واقع ہوا تھا۔ اورامامؑ نے ٹھوس دلائل اورعلم کلام کے اصولوں کے مطابق الٰہیات اور مابعد الطبیعات پر گفتگو کرکے خدا کے وجود کو اس طرح ثابت کیا تھا کہ ہندی فلسفی سے ان کا انکار نہ بن پڑا۔ آپ نے اسے کتابی شکل میں مدوّن کرکے مفضّل ابن عمر الجعفی کو عطا کیا تھا۔

آپ کے بے شمار علمی کارناموں میں سے ایک وہ تشریح ہے جو آپ نے جسم انسانی کے اعضاء کے سلسلے میں بیان فرمائی ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

انسان کے جسم میں ۱۲ وصل۔ ۲۴۸ ہڈیاں اور ۳۶ رگیں ہیں۔ ہڈیاں جسم کو، گوشت ہڈیوں کو اور اعصاب گوشت کو روکے ہوئے ہیں اور رگیں تمام جسم کو سیراب کرتی ہیں۔

ابن خلّکان نے '' وفیات الاعیان'' میں آپ کا ایک علمی لطیفہ درج کیا ہے جو اس طرح ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا کہ اس محرم کے بارے میں میں تمہارا کیا فتویٰ ہے جس نے ہرن کے دندان رباعیہ کو توڑ دیا ہو۔ انہوں نے کہا کہ اس بارے میں مجھے شریعت کا حکم معلوم نہیں ہے۔ امامؑ نے فرمایا کہ تمہیں اتنا بھی نہیں معلوم کہ ہرن کے دندان رباعیہ ہوتے ہی نہیں ہے بلکہ دو ہی دو دانت ہوتے ہیں جنہیں ثنایا کہا جاتا ہے۔

امام اور طبیب ہندی:

مناقب ابن شہر آشوب میں مذکور ہے کہ منصور دوانقی کے دربار میں ایک ہندی طبیب طب کی باتیں بتارہا تھا۔ امامؑ بھی تشریف رکھتے تھے اس نے امامؑ سے کہا کہ اگر آپ کو بھی کچھ پوچھنا ہوتو پوچھ لیجئے۔ امامؑ نے فرمایا کہ میں تجھ سے کیا پوچھوں مجھے تو خود تجھ سے زیادہ معلوم ہے اس نے طب کے بارے میں کچھ معلوم کیا تو آپؑ نے فرمایا کہ جب کسی مرض کا غلبہ ہوجائے تو اس کا علاج ضد سے کرنا چاہئے یعنی حار کا بارد سے اور تر کا خشک سے اور خشک کا تر سے۔ اور ہر حالت میں خدا پر بھروسہ رکھنا چاہئے۔معدہ تمام بیماریوں کا گھر ہے۔ پرہیز سو دوائیوں کی ایک دوا ہے۔ انسان جس چیز کا عادی ہوجاتا ہے وہ اس کے مزاج کے موافق اور اس کی صحت کا سبب بن جاتی ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس سے کچھ سوالات کیے جن کا اس کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ آپؑ نے اس سے پوچھا کہ بتاؤ آنسوؤں اور رطوبتوں کی جگہ سر میں کیوں ہے۔ پیشانی بالوں سے خالی کیوں ہے۔ ماتھے پر شکن اور خطوط کیوں ہیں۔پلکیں آنکھوں کے اوپر کیوں ہیں۔آنکھیں بادامی شکل کی کیوں ہیں، ناک کا سوراخ نیچے کی طرف کیوں ہے۔دو ہونٹ کیوں ہیں، سامنے کے دو دانت تیز اور ڈاڑھ چوڑی کیوں ہے اور ان دونوں کے درمیان لمبے دانت کیوں ہیں۔ دل کی شکل صنوبر جیسی کیوں ہے۔ پھیپھڑے کے دو ٹکڑے کیوں ہیں۔ دونوں ہتھیلیوں پر بال کیوں نہیں۔ مرد کے ڈاڑھی کیوں ہوتی ہے۔ ناخن اور بالوں میں جان کیوں نہیں ہوتی۔ جگر کی شکل محدب کیوں ہوتی ہے ۔گردہ لوبے کی شکل کا کیوں ہوتا ہے۔ گھٹنے آگے کو کیوں جھکتے ہیں پیچھے کی طرف کیوں نہیں جھکتے۔دونوں تلووں میں خالی جگہ کیوں ہوتی ہے۔طبیب جواب سے عاجز رہ گیا تو آپؑ نے فرمایا۔

۱۔ سر اگر آنسوؤں اور رطوبتوں کا مرکز نہ ہوتا تو خشکی کی وجہ سے ٹکڑے ٹکڑے ہوجاتا۔ بالوں کی جڑوں میں جو سوراخ ہوتے ہیں ان کے ذریعے تیل وغیرہ دماغ تک پہنچتے ہیں اور دماغی ابخرات ان ہی کے ذریعہ خارج بھی ہوتے ہیں جس کی وجہ سے دماغ گرمی اور سردی سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔پیشانی بالوں سے اس لئے خالی ہوتی ہے کہ اس جگہ سے آنکھوں تک نور پہنچتا ہے۔

۳۔ماتھے پر شکن اور خطوط اس لئے ہوتے ہیں کہ سر سے جو پسینہ گرے وہ آنکھوں میں نہ

چلا جائے۔ ماتھے کی شکنوں میں جو پسینہ جمع ہو جائے تو انسان اسے پونچھ کر پھینک دے۔

۴۔ پلکیں اس لئے بنائیں کہ سورج کی روشنی ان پر اسی قدر پڑے جتنی ضرورت ہے اور بوقت ضرورت بند ہوکر پتلیوں کی حفاظت کر سکیں۔ اور سونے میں مدد کریں جس طرح تیز دھوپ میں انسان ہتھیلی کو آنکھوں کے سامنے کر کے سایہ کر لیتا ہے۔

۵۔ ناک کو آنکھوں کے بیچ میں اس لئے رکھا کہ روشنی تقسیم ہوکر دونوں آنکھوں میں برابر پہنچے۔

۶۔ آنکھوں کو بادامی شکل میں اس لئے بنایا تاکہ آسانی سے دوا پہنچ سکے۔

۷۔ ناک کا سوراخ اس لئے نیچے کی طرف کیا تاکہ رطوبتیں آسانی سے نکل سکیں۔

۸۔ ہونٹ اس لئے بنائے تاکہ دماغی رطوبتوں کو روک سکیں اور کھانا بھی اختیار میں رہے تاکہ جب چاہے پھینک دے اور تھوک دے۔

۹۔ ڈاڑھی مرد وعورت میں امتیاز کے لئے ہے۔

۱۰۔ اگلے دانت اس لئے تیز ہیں کہ کسی چیز کا کاٹنا آسان رہے۔ ڈاڑھیں اس لئے چوڑی ہوتی ہیں کہ غذا کا پیسنا اور چبانا آسان رہے۔ ان دونوں کے درمیان لمبے دانت اس لئے بنائے کہ دونوں کے استحکام کا سبب ہوں جیسے کھمبوں کے باعث مکان مضبوط رہتا ہے۔

۱۱۔ ہتھیلی پر بال اس لئے نہیں ہوتے کیونکہ اس کی وجہ سے کسی چیز کی گرمی سردی، نرمی اور سختی کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ بال ہوتے تو یہ نہ ہوتا۔

۱۲۔ بال اور ناخون میں جان اس لئے نہیں ہوتی کہ بڑھے ہوئے حصہ کا کاٹنا آسان رہے۔ جان ہوتی تو کاٹنا تکلیف دہ ہوتا جبکہ ان کا بڑھنا نقصان کا سبب ہوتا ہے۔

۱۳۔ دل کا اوپری حصہ پتلا اور نچلا حصہ چوڑا اس لئے ہوتا ہے کہ پھیپھڑوں سے ٹھنڈک پاتا رہے۔ اور بخارات دماغ کی طرف چڑھ کر بیماریاں نہ پیدا کرسکیں۔

۱۴۔ پھیپھڑے کے دو ٹکڑے اس لئے ہوتے ہیں کہ دل ان کے درمیان رہے اور وہ اس کو ہوا دیں۔

۱۵۔ جگر محدّب اس لیے ہوتا ہے کہ معدہ کے اوپر اچھی طرح جگہ پکڑے اور گرانی وگرمی سے غذا کو ہضم کرسکے۔

۱۶۔گردہ لوبیے کی شکل کا اس لئے ہوتا ہے کہ اس کی وجہ سے نطفہ آہستہ آہستہ نکلتا ہے جو سبب لذّت ہے۔

۱۷۔ گھٹنے پیچھے کی طرف اس لئے ہوتے ہیں کہ چلنے میں آسانی ہو ورنہ انسان گر پڑے۔

۱۸۔ پیروں میں تلووں کے بیچ میں خالی جگہ اس لیے ہوتی ہے کہ دونوں کناروں پر بوجھ پڑنے سے پیر آسانی سے اٹھ سکیں ورنہ سارے بدن کا بوجھ اٹھانا پیروں کے لئے دشوار ہو جاتا۔[٦]

جواہر حکمت مختلف کتابوں میں متعدد مقامات پر جو آپ کے کلمات حکمت آمیز پائے جاتے ہیں ان میں سے کچھ درج ذیل ہیں۔

۱۔ تین خصلتیں جس میں ہوں وہ منافق ہے چاہے وہ روزہ بھی رکھتا ہو اور نماز بھی پڑھتا ہو۔ ۱۔جھوٹا ہو۔ ۲۔وعدہ خلاف ہو۔ ۳۔امانت میں خیانت کرتا ہو۔

۲۔تین طرح کے لوگوں سے بچو۔ خائن۔ ظالم اور چغل خور۔

۳۔امانت دار وہ ہے جو تین باتوں میں خیانت نہ کرے۔ اموال ۔اسرار اور فروج۔

۴۔تین باتوں کا لحاظ رکھو، احمق سے مشورہ نہ کرو، جھوٹے سے مدد نہ چاہو، ملول اور عاجز کی محبت پر بھروسہ نہ کرو۔

۵۔جس میں تین باتیں ہوں وہ سردار ہے۔غصہ کو پی جانا، خطا سے درگزر کرنا، جان و مال سے دوسروں کی مدد کرنا۔

۶۔تین چیزوں میں نجات ہے زبان پر قابو۔ خطاؤں پر ندامت ۔دسترخوان میں وسعت۔

۷۔تین چیزیں وبال جان ہیں۔مکر، نقض عہد اور سرکشی۔

۸۔تین چیزوں میں کوتاہی نہ کرو۔ مشاورت ناصح ، مدارات حاسد، لوگوں سے محبت ۔

۹۔ تین چیزوں سے فلاح دارین ہے۔ خدا سے مضبوط رشتہ رضا بہ رضای الٰہی،خدا سے حسن ظن۔

۱۰۔تین چیزوں میں افراط سے مایوسی ہوتی ہے۔سخی سے عطا کی خواہش۔ عالم کی مصاحبت اور سلطان کی دربار داری۔

۱۱۔تین چیزوں سے محبت پیدا ہوتی ہے دین ،تواضع ،سخاوت۔

۱۲۔تین چیزیں ترک کرنے سے تین چیزیں مل جاتی ہیں۔ترک شر سے عزت ، ترک تکبر

سے کرامت، ترک بخل سے شرف۔

۱۳۔مسرّت کا باعث تین باتیں ہیں۔ ۱۔موافق طبیعت زوجہ۔ ۲۔نیک اولاد۔ ۳۔صاف دل دوست۔

۱۴۔ تین چیزوں کی وجہ سے عداوت پیدا ہوتی ہے۔ نفاق، ظلم، غرور۔

۱۵۔جس میں تین چیزیں نہ ہوں وہ بزرگ نہیں۔ عقل، جدت فکر اور اولاد و اقربا۔

۱۶۔ تین چیزیں وقعت گھٹادیتی ہیں، حسد، چغل خوری، طیش۔

۱۷۔تین چیزیں تین موقعوں پر آزمائی جاتی ہیں حلم غضب کے وقت۔ شجاعت جنگ کے وقت۔ بھائی حاجت کے وقت۔

۱۸۔عقل مندوہ ہے جو تین کو خفیف نہ سمجھے اور ان تینوں کو بھی لازم ہے کہ عقل مند کو خفیف نہ سمجھیں۔ علماء، بادشاہ اور دوست۔

جس نے علماء کو خفیف سمجھا اس نے دین خراب کیا۔ جس نے بادشاہ کو یا حاکم کو خفیف سمجھا اس نے دنیا کو خراب کیا۔ جس نے دوست کو خفیف سمجھا اس کی آبرو گئی۔

۱۹۔ تین کے بغیر گزارہ و چارہ نہیں پرہیز گار عالم، اچھا امیر اور حاذق طبیب۔

۲۰۔تین طرح کے لوگ زندگی کو مکدّر کردیتے ہیں۔ ۱۔ ظالم حاکم۔ ۲۔ براہم سایہ۔ ۳۔ بدمزاج عورت۔

۲۱۔ دوست کی پہچان کے تین طریقے ہیں۔ مال مانگ کر۔ مال سپرد کرکے اور مضامین میں شریک کرکے۔

۲۲۔حقوق والدین تین ہیں۔ ہر حال میں ان کا شکر گزار رہنا۔ ان کا کہنا ماننا سوائے معصیت الٰہی کے ان کی طرف سے دل صاف رکھنا۔

۲۳۔ تین چیزیں ہوں تو دوستی برقرار رہے گی ورنہ وبال جان ہوجائے گی۔

انصاف، ہم دوری، نفیٔ حسد۔

۲۴۔ تین چیزوں سے تین کی عقل کا اندازہ ہوجاتا ہے۔ قاصد سے اس کے بھیجنے والے کی، ہدایت سے ہدایت کرنے والے کی اور کتاب سے مصنف کی عقل کا۔

۲۵۔ اچھا انسان وہ ہے جسے غصّہ حق کی حدوں سے نہ نکال دے۔ خوشی باطل کی طرف

نہ لے جائے۔ قدرت عفو درگزر کردینے سے خارج نہ کردے۔

۲۶۔ایمان کی پہچان تین باتیں ہیں۔ دین میں غور وفکر، میانہ روی کے ساتھ رہائش نہ اسراف نہ بخل)مصائب میں صبر۔

۲۷۔ دوست وہ ہے جس میں تین باتیں ہوں۔خفیہ واعلانیہ نیکی اور خیر خواہی کرے،مال و اقتدار مل جائے تو بدل نہ جائے اور مصیبت کے وقت کنارہ کشی نہ کرے۔

۲۸۔دوستی کے لئے اسے چن لو جو تین مرتبہ تمہاری کوتاہیوں کے باوجود تمہیں چھوڑ نہ دے۔

۲۹۔نیکی تین باتوں سے مکمل ہوتی ہے۔ا۔ جلدی کرنے سے ۲۔ اسے بہت بڑا نہ سمجھنے سے ۳۔ اسے پوشیدہ رکھنے سے۔

۳۰۔تین چیزیں دنیا وآخرت میں فضیلت ہیں۔ ا۔جس نے بدی کی ہو اس کے ساتھ نیکی کرنا۔ ۲۔جس نے تمہیں محروم رکھا ہو۔ اس کے ساتھ عطا وحسن سلوک کرنا۔ ۳۔جس نے قطع رحم کیا ہو اس کے ساتھ صلۂ رحمی کرنا۔

’’تذکرۃ الخواص‘‘ میں سبط ابن جوزی نے بحوالۂ ’’حلیۃ الاولیاء‘‘ تحریر کیا ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ نے اپنے کسی بیٹے کو وصیت فرمائی اور کہا کہ اگر تم نے ان باتوں کو یاد رکھا تو زندگی سعادت اور موت شہادت ہوگی۔ وصیت یہ ہے!

”یابنیّ انّه، من قنع بما قسّم له استغنیٰ ومن مدّعینه الیٰ مال غیره مات فقیرا ومن لم یرض بما قسّم اللّٰه له اتّهم اللّٰه فی قضائه ومن استصغر زلّة نفسه استعظم زلّه غیره ومن استصغر زلّه غیره استعظم زلّة نفسه ومن کشف حجاب عورة غیره انکشف عورة بیته ومن سلّیٰ سیف البغیه قتل به ومن احتفر لاخیه المومن اوقعه اللّٰه فیه قریباً، ومن داخل السّفهآء حقیر، ومن خالط العلماء وقر ومن داخل السّوء اتّهم۔ یابنیّ قل الحقّ، وان کان مرّاً لک اوعلیک وایّاک وانّمیم فانّها تضرّع الشّحناء فی قلوب الرّجال۔ واذاطلب الجود فعلیک بمعاودة۔“[۶]

یعنی اے فرزند جس نے قسمت پر قناعت کی وہ غنی ہوگیا جس نے دوسرے کے مال پر لالچ کی نگاہ ڈالی وہ فقیر مرے گا۔جو اللہ کی تقسیم پر راضی نہ ہوا اس نے اللہ کے فیصلوں کو برا سمجھا۔جس

نے اپنی کوتاہیوں اور لغزشوں کو کم سمجھا وہ دوسروں کی کوتاہیوں کو بڑا سمجھتا ہے۔ اور جو دوسروں کی لغزشوں کو چھوٹی سمجھ کر درگذر سمجھتا ہے وہ اپنی چھوٹی لغزشوں کو بھی بڑا سمجھ کر ان سے بچنے کی کوشش کرتا ہے۔ جس نے دوسرے کے ناموس کا لحاظ نہ کیا اس نے اپنی ناموس کی پردہ دری کی۔ جس نے سرکشی کی تلوار سوت لی وہ اسی سے قتل ہوتا ہے جو اپنے مومن بھائی کے لئے گڑھا کھودتا ہے تو خود ہی اس میں گرجائے گا۔ جو احمقوں سے ربط وضبط رکھے گا حقیر ہوجائے گا جو علماء سے ملے گا اس کی عزت ہوگی۔ جو بری جگہ جائے گا اس پر تہمت لگ جائے گی۔ اے فرزند حق کہو چاہے وہ تمہارے لئے نفع بخش ہو یا نقصان دہ۔ چغلخوری سے بچو اس سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ اگر تم کسی سے جودوسخا کی طلب کر وتو تم بھی اس کا بدلہ ضرور دو۔"

حوالے:

۱۔ "صواعق محرقہ"، ص ۱۲۰

۲۔ احسن المقال، جلد اوّل، ترجمہ "منتہی الامال" شیخ عباس قمی، ص ۳۰۷ص۔

۳۔ تذکرۃ الخواص، سبط ابن جوزی، ج/۲، ص ۴۴۴۔

۴۔ مناقب، ج/۵، ص ۵۲

۵۔ الکتب المکتبات فی ادوار التشیع، ص ۹۲، تالیف، مولانا سبط الحسن ہنسوی۔

۶۔ مناقب، ابن شہر آشوب، جلد ۵، ص ۴۔

۷۔ تذکرۃ الخواص، ج، ۲۔ ص ۴۳۵